عمر بن عبدالعزیزؒ کا احساسِ ذمہ داری

عبدالبدیع صقر ○

دورِ اُموی میں اگرچہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (۲ نومبر ۶۸۱ء- ۵ فروری ۷۲۰ء) کا عہدِ حکومت (۲۴ ستمبر ۷۱۷ء- ۵ فروری ۷۲۰ء) بہت مختصر رہا، لیکن انھوں نے بگڑے ہوئے شاہانہ نظامِ حکومت کو درست سمت دینے کے لیے بڑی روشن مثالیں قائم کیں۔

عمر بن عبدالعزیزؒ کی پہلی تقریر

جب عمر بن عبدالعزیزؒ نے خلافت کی ذمہ داری سنبھالی تو منبر پر یہ پہلا خطبہ دیا:

لوگو! آج کے بعد جو شخص ہمارا ساتھی رہنا چاہے، وہ پانچ چیزوں کے ساتھ ہمارا ساتھی رہ سکتا ہے ورنہ ہمارے پاس نہ پھٹکے:

- جو شخص اپنی احتیاج اور ضرورت کے لیے ہم تک نہیں پہنچ سکتا، ہمارا ساتھی اس کو ہم تک پہنچانے میں مدد کرے۔
- بھلائی کے معاملے میں ہماری ہر ممکن مدد کرے۔
- جن اچھی باتوں کا ہمیں علم نہ ہو، وہ ہمارے علم میں لائے۔
- ہماری رعایا کو دھوکا نہ دے۔
- فضول باتوں کی طرف توجہ نہ دے۔

یہ خطبہ سن کر شاعر اور خطیب ان سے دُور ہٹ گئے۔ علما اور زاہد، ان کے پاس رہ گئے اور کہنے لگے کہ ''جب تک یہ اپنے کہنے کے مطابق عمل کرتے رہیں گے، اس وقت تک ہم ان کے ساتھ رہیں گے''۔

○ اخوان المسلمون، مصر کے رہنما اور مربی (م: ۱۹۸۶ء)، مترجم: عاصم نعمانی

عمر بن عبدالعزیزؒ کے نام حسن بصریؒ کا خط

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے جب خلافت کی ذمہ داری سنبھالی تو حسن بصری رحمۃ اللہ کو لکھا کہ ''براہ کرم امامِ عادل کی صفات بیان کیجیے''۔ حسن بصریؒ نے جواب میں درج ذیل خط لکھا:

اے امیر المومنین! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ امامِ عادل ہر متکبر کو سیدھا کرنے والا، ہر ظالم کو ٹھیک کرنے والا، ہر فاسد کا مصلح، ہر کمزور کی قوت، ہر مظلوم کی امداد اور ہر غم زدہ کی جائے پناہ ہوتا ہے۔

اے امیر المومنین! امامِ عادل ایسے چرواہے کی طرح ہوتا ہے، جو اپنے اونٹوں پر مہربان اور شفیق ہو، ان کے لیے بہترین چارہ تلاش کرے اور انھیں درندوں سے، ہلاکت سے اور گرمی سردی سے بچائے۔

اے امیر المومنین! امامِ عادل ایک باپ کی طرح ہے جو اپنی اولاد پر شفیق ہوتا ہے، بچپن میں ان کی نگرانی کرتا ہے، انھیں تعلیم دلاتا ہے، اور اپنی زندگی میں ان کے لیے کماتا ہے اور مرنے کے بعد ان کے لیے ذخیرہ بھی کر جاتا ہے۔

اے امیر المومنین! امامِ عادل اپنی اولاد پر ایک نہایت ہی شفیق اور نرم دل ماں کی طرح ہے جو بچے کو تکلیف کے ساتھ پیٹ میں اٹھائے رکھتی ہے اور اس کے جاگنے پر جاگتی ہے اور اس کے سونے پر سوتی ہے۔ کبھی تو وہ دودھ پلاتی ہوئی نظر آتی ہے اور کبھی کھلانا کھلاتی ہوئی۔ اس کی خوشی پر وہ خوش اور اس کی تکلیف پر اس کو تکلیف ہوتی ہے۔

اے امیر المومنین! امامِ عادل یتیموں کا وارث اور مسکینوں کا خزانچی ہوتا ہے جو بچپن میں ان کی تربیت کرتا ہے اور جوانی میں حفاظت کرتا ہے۔

اے امیر المومنین! امامِ عادل جسمِ انسانی میں دل کی طرح ہے جس کی صحت پر تمام دوسرے اعضا کی صحت و بیماری کا دارومدار ہے۔

اے امیر المومنین! امامِ عادل خدا اور بندوں کے درمیان واسطہ ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بات سنتا ہے اور لوگوں کو سناتا ہے۔ وہ خدا کی طرف بھی دیکھتا ہے اور بندوں کی طرف بھی۔ وہ خدا کا فرماں بردار ہوتا ہے اور لوگ اس کے فرماں بردار ہوتے ہیں۔

اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کا آپ کو مالک بنایا ہے ان میں اُس غلام کی

طرح نہ ہوجائیے جس پر مالک نے اعتماد کیا ہو، اپنے مال اور اہل وعیال کا محافظ بنایا ہو، لیکن اس نے مال کو برباد کر دیا اور بچوں کو اِدھراُدھر بکھیر دیا۔ اس طرح بچے بھی بھوکے رہے اور مال بھی برباد ہوگیا۔

اے امیر المومنین! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ حدود نازل ہونے کا مقصد یہ ہے کہ لوگ بُرائی اور بدکاری سے بچ جائیں۔ اگر وہی لوگ بدکاری کرنا شروع کر دیں جو اس کے خاتمے کے لیے مقرر کیے گئے تھے تو بدی کیسے رکے گی؟ اسی طرح قصاص مقرر کیا گیا ہے تاکہ انسانوں کو قتل نہ کیا جائے اور اگر وہی لوگ قتل کرنے لگیں جن کی ذمہ داری قصاص دلوانا ہے تو اس کا کیا علاج ہے؟

اے امیر المومنین! موت اور موت کے بعد اس وقت کو یاد کریں، جب کوئی ساتھی و مددگار نہ ہوگا، لہٰذا بڑی گھبراہٹ یعنی قیامت کے لیے تیاری کریں۔

اے امیر المومنین! آپ کا ایک ایسا گھر ہوگا جو اس گھر سے بالکل مختلف ہوگا۔ جس میں آپ کا ٹھیرنا بڑا لمبا ہوگا اور آپ کے دوست آپ سے جدا ہوں گے اور آپ کو تنہا ایک قبر میں ڈال دیں گے۔ اس دن کے لیے اپنا ساتھی بنایئے جس دن کہ آدمی اپنے بھائی، ماں باپ، بیوی اور بچوں سے دُور بھاگے گا: يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ﴿۳۴﴾ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ﴿۳۵﴾ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ﴿۳۶﴾ (عبس ۸۰: ۳۴-۳۶) ''اُس روز آدمی اپنے بھائی اور اپنی ماں اور اپنے باپ، اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا''۔

اے امیر المومنین! وہ وقت یاد کریں جب قبروں سے مُردے اٹھ کھڑے ہوں گے اور سینوں کے راز کھل جائیں گے: أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ ﴿۹﴾ (العٰدیٰت ۱۰۰:۹) ''تو کیا وہ اُس وقت کو نہیں جانتا جب قبروں میں جو کچھ (مدفون ہے) اسے نکال لیا جائے گا''۔

اس موقعے پر اعمال نامہ ہر قسم کے چھوٹے اور بڑے سب گناہ ظاہر کر دے گا۔

اے امیر المومنین! ابھی فرصت اور مہلت ہے، موت سے پہلے کچھ کر لیں۔

اے امیر المومنین! اللہ کے بندوں پر نہ تو جاہلوں جیسی حکمرانی کیجیے اور نہ ان کے ساتھ ظالموں جیسا سلوک کیجیے۔ طاقت ور کو کمزوروں پر مسلط نہ کیجیے، کیونکہ وہ قرابت اور ذمہ داری کو محسوس نہیں کرتے اور کمزوروں پر ظلم کرتے ہیں۔ اس طرح آپ کے اوپر ان کے غلط کاموں کا بوجھ آن پڑے گا، نیز یہ کہ دنیاداروں کو عیش وعشرت میں مبتلا اور انھیں مرغن اور لذیذ کھانے کھاتے

دیکھ کر دھوکا نہ کھائیں کیونکہ آپ کو اس کے بدلے میں یہ چیزیں قیامت کے دن ملیں گے۔ خلیفہ ہوتے ہوئے آپ یہ نہ دیکھیں کہ آج آپ کے پاس کتنی قدرت اور کتنی طاقت ہے، بلکہ یہ دیکھیں کہ کل، جب کہ آپ موت کی رسیوں میں بندھے ہوئے فرشتوں کے مجمعے میں اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہوں گے اور سب کے سب اسی انتظار میں ہوں گے کہ ربّ العزت کی طرف سے کیا فیصلہ صادر ہوتا ہے، اس وقت آپ کی کیا طاقت ہوگی!

اے امیر المومنین! اگرچہ میں بزرگوں کی عظمت کو نہیں پہنچ سکتا جو مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں، مگر آپ کے ساتھ محبت اور خیر خواہی کا جذبہ رکھتے ہوئے کچھ باتیں لکھ دی ہیں۔ انھیں اچھی طرح سمجھنا۔ میری یہ کڑوی باتیں اس جگری دوست کی دوا کی مانند ہیں، جو وہ اپنے بیمار ساتھی کو اس امید پر پلاتا ہے کہ اس بدمزہ دوا کے استعمال سے وہ صحت مند ہوجائے گا۔ والسلام

عمر بن عبدالعزیزؒ کو حضرت طاؤسؒ کی نصیحت

اسی طرح عمر بن عبدالعزیزؒ نے بعض باتیں پوچھنے کے لیے حضرت طاؤسؒ کو ایک خط لکھا، جس کے جواب میں حضرت طاؤسؒ نے لکھا:

اے امیرالمومنین! آپ پر سلامتی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے کتاب اتاری اور اس میں بعض چیزوں کو حلال اور بعض چیزوں کو حرام کیا۔ اور مثالیں اور واقعات بیان کیے ہیں اور اس میں سے بعض آیات محکم اور بعض متشابہ ہیں۔ لہٰذا آپ اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں کے حصول اور اس کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام قرار دیں۔ قرآن پاک میں بیان کردہ واقعات پر غور و فکر کریں۔ محکمات پر عمل کریں اور متشابہات پر ایمان لائیں۔

والسلام

عمر بن عبدالعزیزؒ کا خط حضرت سالمؒ کے نام

عمر بن عبدالعزیزؒ نے حضرت سالمؒ بن عبداللہ کو یہ خط لکھا:

تم پر سلامتی ہو! سب سے پہلے میں اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں، جس کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں۔

امابعد! میرے مشورے اور میری طلب کے بغیر اللہ تعالیٰ نے اس امت کا بوجھ میرے اوپر ڈال کے مجھے آزمائش میں ڈال دیا ہے۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس معاملے میں

میری مدد فرمائے اور میں اُسی سے التجا کرتا ہوں کہ وہ اپنے احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مجھے توفیق دے کہ لوگوں پر شفقت کروں اور وہ میری اطاعت کریں۔ جب یہ خط آپ کے پاس پہنچے تو حضرت عمر فاروقؓ کے خطوط، ان کی سیرت اور اہل قبلہ اور اہل ذمہ کے متعلق فیصلے مجھے ارسال کردیں کیوں کہ میں ان کی سیرت اور ان کے اقوال پر عمل کروں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے۔

والسلام

حضرت سالمؒ کا جواب میں عمر بن عبدالعزیزؒ کے نام خط

حضرت سالمؒ بن عبداللہ نے اس خط کے جواب میں درج ذیل خط عمر بن عبدالعزیزؒ کو لکھا:

سلام مسنون اور حمد و ثنا کے بعد! اللہ تعالیٰ نے دنیا کو اپنی مرضی کے مطابق پیدا فرمایا۔ اسے تھوڑی مدت باقی رکھ کر اسے اور اس میں رہنے والوں کو فنا کردے گا۔

اے عمر! آپ پر بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اگر آپ چاہیں کہ قیامت کے دن آپ اور آپ کے اہل وعیال خسارے میں نہ رہیں، تو اس کے لیے کوشش کریں کیوں کہ آپ سے پہلے جو لوگ بھی گزرے ہیں انھوں نے حق کو مٹانے اور باطل کو زندہ کرنے کی کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔ اس زمانے میں بہت سے مرد اور عورتیں پیدا ہوئیں لیکن ظلم یہ ہے کہ وہ اس غلط قسم کی کارکردگی کو سنت سمجھتے رہے ہیں۔

اگر آپ کسی کارندے کو اس کی غلط کاری کی وجہ سے معزول کردیں اور یہ کہیں کہ تم میری مرضی کے مطابق کام نہیں کرسکتے، تو آپ کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں۔

اگر آپ یہ کام صرف اللہ کے لیے کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ ضرور مدد کرے گا اور امداد نیت کے مطابق ہوتی ہے۔ اگر آپ اس بات کی طاقت رکھتے ہیں کہ خدا کے سامنے اس حال میں پیش ہوں کہ آپ پر کوئی ذمہ داری نہ ہو اور آپ سے پہلے گزر جانے والے آپ پر رشک کریں تو ایسا ضرور کیجیے، کیوں کہ وہ تو موت کا نظارہ کرچکے ہیں اور اس کی خوفناکیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں اور ان کی وہ آنکھیں جن کی لذتِ دید ختم نہیں ہوتی تھی، فنا ہوچکی ہیں اور وہ پیٹ جو کھانے سے پُر نہیں ہوتے تھے، پھٹ چکے ہیں۔ دنیا میں تو خدام، پلنگوں اور عالی شان بستروں

اور تکیوں کا دور دورہ ہوتا تھا، مگر آج ان کی گردنوں کے نیچے کوئی تکیہ اور ان کے جسموں کے نیچے کوئی بستر نہیں۔ اب وہ زمین کی گہرائیوں میں گل سڑ چکے ہیں حالانکہ دنیا میں خوشبو کے اندر بسے رہتے تھے۔ اور اگر کوئی مسکین ان کے قریب کھڑا ہوتا تو اس کی بدبو سے تکلیف محسوس کرتے تھے: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ!

اے عمر! جس آزمایش میں آپ ڈالے گئے ہیں جانتے ہیں کتنی بڑی ہے!

جس عامل کو بھی آپ کام پر روانہ کریں، اسے خون بہانے اور ناجائز طور پر مال لینے سے سزا کی حد تک پرہیز کرائیں۔ اے عمر! مال سے بچیں، اے عمر! خون سے بچیں۔ آپ نے لکھا ہے کہ میں آپ کو حضرت فاروق اعظمؓ کے خطوط اور ان کی سیرت ارسال کروں، تو اے امیرالمومنین! گزارش ہے کہ حضرت عمرؓ کا زمانہ اور ان کا عملہ، آپ کے زمانے اور عملے سے مختلف تھا۔ مجھے امید ہے کہ اُس طریقے پر اپنی خلافت کو چلائیں گے جس طریقے پر حضرت عمرؓ نے چلائی تھی، جب کہ آپ نے ظلم وستم برداشت کیے ہیں، تو اللہ کے نزدیک آپ حضرت عمرؓ سے افضل ہوں گے۔ ایک نیک بندہ کی طرح آپ یوں کہیں:

وَمَآ اُرِیۡدُ اَنۡ اُخَالِفَکُمۡ اِلٰی مَآ اَنۡھٰکُمۡ عَنۡہُ ؕ اِنۡ اُرِیۡدُ اِلَّا الۡاِصۡلَاحَ مَا اسۡتَطَعۡتُ ؕ وَمَا تَوۡفِیۡقِیۡۤ اِلَّا بِاللّٰہِ ؕ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَاِلَیۡہِ اُنِیۡبُ ﴿۸۸﴾ (ھود ۱۱:۸۸)
میں ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ جن باتوں سے میں تم کو روکتا ہوں ان کا خود ارتکاب کروں۔ میں تو اصلاح کرنا چاہتا ہوں جہاں تک میرا بس چلے۔ اور یہ جو کچھ میں کرنا چاہتا ہوں، اس کا سارا انحصار اللہ کی توفیق پر ہے۔ اُسی پر میں نے بھروسا کیا اور ہر معاملے میں اسی کی طرف مَیں رجوع کرتا ہوں۔

والسلام

عمر بن عبدالعزیزؒ کی آخری تقریر

ابوسلیم ہذلی کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے آخری خطبے میں فرمایا:

امابعد! اے لوگو اللہ تعالیٰ نے تمھیں بے کار پیدا نہیں کیا اور نہ تمھارے تمام معاملات میں سے کسی کو بے کار بنایا ہے۔ تمھیں ایک دن خدا کے ہاں جانا ہے، اس دن تمھارے متعلق فیصلہ

کیا جائے گا۔

وہ آدمی ناکام رہے گا جو اللہ کی رحمت سے دور اور اس کی جنت سے محروم ہو جائے، جس کا عرض زمین و آسمان جیسا ہے۔ اور جس نے خوف کو امن کے بدلہ میں اور قلیل کو کثیر کے بدلہ میں خریدا، اس نے خسارے کا سودا کیا۔ تمھیں معلوم نہیں کہ تمھیں ایک دن مرنا ہے اور تمھاری اولاد کو تمھاری جگہ لینی ہے۔ اور پھر ان کے ساتھ بھی یہی سلوک ہونا ہے۔

ہر دن کوئی نہ کوئی آدمی اپنے خالقِ حقیقی سے جاملتا ہے تو تم اسے زمین میں دفن کر دیتے ہو اور بغیر بستر ے اور تکیہ کے لٹا آتے ہو اور وہ تمام اسباب اور احباب کو چھوڑ کر زمین کے نیچے سکونت اختیار کر لیتا ہے، اور وہ اس حال میں حساب دے گا کہ اس کے عمل رہن رکھے ہوئے ہوں گے، جو کچھ آگے بھیج چکا، اس لحاظ سے فقیر اور جو پیچھے چھوڑ آیا ہے، اس لحاظ سے وہ غنی ہوگا، لہٰذا موت کے آنے سے پہلے خدا سے ڈرو۔

خدا کی قسم! میں تمھیں یہ بات کہہ رہا ہوں اور مجھے نہیں معلوم کہ تم میں سے کسی کے اتنے گناہ ہوں گے جتنے کہ میرے ہیں۔ اور جو ضرورت مند میرے پاس آتا ہے، میں ہر ممکن کوشش کرتا ہوں کہ اس کی ضرورت کو پورا کروں۔ اور کوئی ایسا شخص میرے پاس پہنچے جس کی ضرورت میں پوری نہیں کر سکتا تو میری کوشش ہوتی ہے کہ میں اس میں تبدیلی پیدا کروں اور میں اور وہ برابر ہو جائیں۔

خدا کی قسم! اگر میں شان و شوکت اور عیش و عشرت کی زندگی بسر کروں تو میری زبان میں یہ طاقت ہے اور میں اس کے لیے اسباب بھی مہیا کر سکتا ہوں، مگر کتابُ اللہ اور سنت رسولؐ کو جانتا ہوں جس میں خدا کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اور اس کی نافرمانی سے روکا گیا ہے۔

یہ خطبہ دینے کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنی چادر اپنے چہرے پر ڈال لی اور رونے لگے۔ لوگ بھی انھیں روتا دیکھ کر رونے لگے۔